ہندستان میں ایک

[illegible]

مولانا محمد شہاب [illegible]

[illegible] دور سے گزر رہے ہیں [illegible]

[illegible] بصیرت رکھنے والا ہر شخص دیکھ رہا ہے۔ اس ملک میں دین و [illegible] مسلمانوں کے لئے خود اپنی جان و مال کی حفاظت کرنا بھی ایک مشکل ترین مسئلہ بن گیا ہے۔ کیونکہ مسلمان اس سرزمین میں اپنی قدر و قیمت اور اپنی اہمیت وافادیت کھو بیٹھے ہیں۔ اور یہ اندوہناک صورتِ حال اس لئے پیدا ہوئی [illegible] نے نہ صرف اپنے دین و شریعت کو بلکہ خود اپنے آپ کو بھی فراموش [illegible] خدا کا آخری پیغام لے کر آئے تھے اور وہ [illegible] ایسے دین اور اس [illegible] علمبردار تھے جو پوری نسل انسانی کے لئے پیام رحمت کی حیثیت رکھتا [illegible] کو روشناس کرانا ان کا فرض منصبی تھا مگر جب انھوں نے [illegible] فراموش کردیا اور خود فراموش بن گئے تو ان پر ذلت و مسکنت طاری ہوگئی [illegible] طرح [illegible] بنی اسرائیل کا حال ہوا تھا۔ اور جن کی زبوں حالی کے واقعات اللہ تعالیٰ نے ہماری عبرت و بصیرت کی غرض سے قرآن مجید میں بیان کئے ہیں۔

دین الٰہی کا بنیادی مزاج

غرض اللہ تعالیٰ نے ہر اُمت اور ہر ملت کو اس دنیا میں ذمہ دار اور جوابدہ بنا کر بھیجا ہے اور ان پر دین الٰہی کی سر بلندی کا فریضہ عائد کیا ہے لہٰذا جو ملت اس خدائی فریضہ

کرلیں۔

مدرسوں کو دیکھ [illegible]

اور مسجدیں بھی ہمارے لئے بہت ضروری ہیں۔

دین و شریعت کے بنیادی اصولوں کی قدر و قیمت سے خاص طور پر مسلمانوں [illegible] کرائیں اور علمی و عقلی بنیادوں پر اسلامی قانون اور اسلامی ضابطۂ حیات کی معقولیت [illegible] طرح اسلامی شریعت پر وارد ہونے والے شبہات و [illegible] انداز میں جواب دے کر برادران وطن کو اسلامی سرچشمہ [illegible] کے دین کا تقاضہ ہے۔ یہی تمام انبیائے کرام کی [illegible] جس دور میں بھی منکرین خدا کو دین [illegible] عقلی و [illegible] فرمان [illegible] ہے

"[illegible] ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلائل کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ میزان [illegible] کی ہے تاکہ لوگ عدل و راستی پر کاربند ہو جائیں" (حدید۔ ۲۵)

"ہم نے (اے محمد) آپ کے پاس کھلے کھلے دلائل بھیج دیئے ہیں، جن کا انکار فاسق بدکردار لوگ ہی کر سکتے ہیں" (بقرہ ۹۹)

کہہ دو کہ اللہ ہی کی حجت (ہمیشہ) غالب رہے گی" انعام۔ (۱۴۹)

ہندستان میں ایک
شریعت ہاؤس کی ضرورت و اہمیت

مولانا محمد شہاب الدین ندوی۔ ناظم فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ۔ بنگلور ۲۷

ایک نازک ترین دور

آج ہندستانی مسلمان اپنی تاریخ کے جس نازک اور مشکل ترین دور سے گزر رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے بلکہ آنکھیں رکھنے والا ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ اس ملک میں دین و ایمان کا تحفظ تو درکنار مسلمانوں کے لئے خود اپنی جان و مال کی حفاظت کرنا بھی ایک مشکل ترین مسئلہ بن گیا ہے۔ کیونکہ مسلمان اس سرزمین میں اپنی قدر و قیمت اور اپنی اہمیت و افادیت کھو بیٹھے ہیں۔ اور یہ اندوہناک صورتِ حال اس لئے پیدا ہوئی کیونکہ مسلمانوں نے نہ صرف اپنے دین و شریعت کو بلکہ خود اپنے آپ کو بھی فراموش کر دیا۔ وہ اس دنیا میں خدا کا آخری پیغام لے کر آئے تھے اور وہ ایک ایسے دین اور ایسی شریعت کے داعی و علمبردار تھے جو پوری نسل انسانی کے لئے پیام رحمت کی حیثیت رکھتی ہے اور جس سے اولادِ آدم کو روشناس کرانا ان کا فرض منصبی تھا مگر جب انھوں نے اپنے اس فرض منصبی کو فراموش کر دیا اور خود فراموش بن گئے تو ان پر ذلت و مسکنت طاری ہو گئی جس طرح کسی زمانے میں بنی اسرائیل کا حال ہوا تھا۔ اور جن کی زبوں حالی کے واقعات اللہ تعالیٰ نے ہماری عبرت و بصیرت کی غرض سے قرآن مجید میں بیان کئے ہیں۔

دین الٰہی کا بنیادی مزاج

غرض اللہ تعالیٰ نے ہر اُمت اور ہر ملت کو اس دنیا میں ذمہ دار اور جوابدہ بنا کر بھیجا ہے اور ان پر دین الٰہی کی سر بلندی کا فریضہ عائد کیا ہے لہٰذا جو ملت اس خدائی فریضہ

کی ادائیگی میں ناکام ہو جائے اس کا یہی انجام ہوتا ہے۔ اگر مسلمانوں کو اس ملک میں سربلند رہنا ہے اور بحیثیت ایک زندہ اور خود دار ملت زندگی گذارنی ہے تو پھر انھیں سب سے پہلے اپنے دین و شریعت کی مضبوطی اور اس کے استحکام کا بندوبست کرنا پڑے گا ورنہ وہ گاجر مولی کی طرح کاٹ کر پھینک دیئے جائیں گے۔ دین و شریعت کی مضبوطی اور استحکام کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسلمان شاندار مسجدیں اور شاندار قسم کے مدرسے قائم کرکے یہ تصور کرلیں کہ چلو ہم اپنے منصب سے عہدہ برآ ہو گئے۔ کیونکہ لوگ ان عالیشان مسجدوں اور مدرسوں کو دیکھ کر بس اسلام اور مسلمانوں کا کلمہ پڑھنا شروع کر دیں گے۔ اگرچہ مدرسے اور مسجدیں بھی ہمارے لئے بہت ضروری ہیں۔ مگر اس سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ہم دین و شریعت کے بنیادی اصولوں کی قدر و قیمت سے خاص کر غیر مسلموں کو روشناس کرائیں اور علمی و عقلی بنیادوں پر اسلام قانون اور اسلامی ضابطۂ حیات کی معقولیت و برتری ثابت کریں اور اس طرح اسلامی شریعت پر وارد ہونے والے شبہات و اعتراضات کا معقول و مدلل انداز میں جواب دے کر برادران وطن کو اسلامی سرچشمۂ حیات سے قریب کریں۔ یہی خدا کے دین کا تقاضہ ہے۔ یہی تمام انبیائے کرام کی دعوت کا خلاصہ اور ان کا طریقۂ کار رہا ہے کہ جس دور میں بھی منکرین خدا کو دین و شریعت کے بارے میں شکوک و شبہات پیش آتے رہے ہیں ان سب کا عقلی و علمی انداز میں ازالہ کرکے دین الٰہی کی برتری ثابت کی جائے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔

"بلاشبہ ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلائل کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ میزان اتار دی ہے تاکہ لوگ عدل و راستی پر کاربند ہو جائیں"۔ (حدید۔ ۲۵)

"ہم نے (اے محمدؐ) آپ کے پاس کھلے کھلے دلائل بھیج دیئے ہیں جن کا انکار فاسق بدکردار لوگ ہی کر سکتے ہیں"۔ (بقرہ ۹۹)

کہہ دو کہ اللہ ہی کی حجت (ہمیشہ) غالب رہے گی"۔ انعام۔ (۱۴۹)

دین الٰہی کا غلبہ مطلوب ہے

یعنی دین الٰہی کی رُوپ ریکھا ایسے عناصر سے متشکّل ہوتی ہے جو ابدی اور لازوال ہوتے ہیں اور وہ گردشِ لیل ونہار کے باعث ماند یا پھیکے نہیں پڑتے بلکہ ان کی چمک دمک میں مزید اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ وہ خدائے علیم خبیر کی جانب سے ہونے کے باعث محکم علمی بنیادوں پر مبنی ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ کسی بھی دور میں زوال وادبار سے دوچار نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے ابدی منصوبے کے تحت اپنے دین برتر کو دیگر تمام ادیان و مذاہب پر غالب کرنا چاہتا ہے۔ جیساکہ ارشاد باری ہے:

"وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے، تاکہ وہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔" (توبہ: ۳۳)

یعنی علمی وعقلی اعتبار سے ہر ایک پر حجت پوری ہو جائے تاکہ کسی کے لئے عُذر کی گنجائش باقی نہ رہ جائے کہ خدا کا پیغام ہم تک پہنچ نہیں سکا تھا۔ جیساکہ ارشاد باری ہے

"تاکہ جسکو ہلاک ہونا ہو وہ دلیل دیکھ لینے کے بعد ہلاک ہو۔ اور جسے زندہ رہنا ہو وہ دلیل دیکھ کر زندہ رہے۔" (انفال: ۴۲)

ایک فطری اور برتر نظام حیات

قرآن مجید سراپا دلیل وبُرہان ہے اور وہ اپنے مخاطبین کو ہمیشہ علمی وعقلی انداز میں مخاطب کرتا ہے اور انھیں علم وعقل کی دہائی دیتے ہوئے باپ دادا کی روایات کی اندھی تقلید کرنے کی سختی کے ساتھ مذمت کرتا ہے۔ نیز وہ زمین وآسمان کی تخلیق میں غور کرنے نظام فطرت کی نشانیوں سے سبق حاصل کرنے اور موجودات عالم کے نظاموں میں غور وفکر کر کے دین فطرت کے اصولوں کو سمجھنے کی دعوت دیتا ہے۔ اور اس موضوع پر قرآن حکیم میں سیکڑوں آیتیں موجود ہیں۔ اس اعتبار سے اسلام کی پوری دعوت بجائے جذباتیت اور بازاری سیاست کے عقل ودانش اور علم وعرفان پر مبنی ہے۔ وہ پوری سنجیدگی کے ساتھ اس کائناتِ مادی کے حقائق سمجھنے اور نظام

فطرت و نظام شریعت میں تطبیق و ہمنوائی پیدا کر کے ان دونوں میں ودیعت شدہ ابدی سچائیاں تلاش کرنے کی پُرزور وکالت کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ ربانی ہے،

"اللہ نے زمین اور اجرام سماوی کو حقانیت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اس میں اہل ایمان کے لیے ایک (بہت بڑی) نشانی موجود ہے"۔ (عنکبوت ۴۴)

اسلامی شریعت کی معقولیت

غرض خدائی شریعت کوئی فرسودہ یا دقیانوسی قوانین کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ ہر دور کے علم و عقل کی میزان میں تُلنے اور عصری معیاروں پر پورا اُترنے والا ایک معقول اور برتر نظامِ حیات ہے۔ اسی بنا پر قرآن مجید میں جس طرح نظام کائنات میں غور و فکر کر کے خلاقِ ازل کی وحدانیت اور یکتائی کا سُراغ لگانے کی دعوت دی گئی ہے بالکل اسی طرح خود خدائی احکام اور اس کی شریعت میں بھی غور و خوض کر کے اس کی حکمت معقولیت اور دقت نظر کا پتہ چلانے کی بھی ترغیب دی گئی ہے مثال کے طور پر سورہ بقرہ میں کچھ شرعی احکام کے بیان کے بعد فرمایا گیا ہے:

"اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنے احکام کی وضاحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھ سے کام لو"

(بقرہ : ۲۴۲)

یعنی خدائی احکام کی عقلی علّتیں، حکمتیں اور مصلحتیں تلاش کرو جن کے دو بنیادی مقاصد ہیں: پہلا مقصد یہ ہے کہ ان عقلی علّتوں اور مصلحتوں کی تلاش سے نئے نئے احکام و مسائل کا حل تلاش کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ "اصول فقہ" کے مطابق قیاس و اجتہاد کی بنیاد ایسی ہی "علّتوں اور مصلحتوں" پر ہوتی ہے جن کے پیش نظر نئے احکام و مسائل کا شرعی حکم معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ ان علّتوں اور مصلحتوں کو غیر مسلموں کے سامنے عقلی دلائل کے طور پر پیش کر کے اسلامی قانون و شریعت کی معقولیت و برتری ثابت کی جا سکتی ہے۔ تاکہ وہ خدائی قانون کی عظمت سے واقف ہو کر اسے اپنا سکیں۔ یا پھر اس قانون کو ہمدردی اور تحسین کی نگاہ سے دیکھ سکیں۔ اس اعتبار سے

سے تعصب یا دشمنی کا اظہار بھی نہ کر سکیں

... اقتباسات غور و خوض کے بعد ...

مسلمانوں کی کوتاہی

اگر مسلمانوں نے اس ملک میں گزشتہ ایک ہزار سال میں نہ سہی کم از کم پچھلے سو دو سو سالوں ہی کے دوران یہ کام کیا ہوتا تو اب تک اس کے مثبت نتائج برآمد ہو چکے ہوتے اور مسلمانوں کی کس مپرسی اور بے چارگی کا وہ عالم نہ ہوتا جس سے آج وہ دوچار ہیں۔ اگر ہم کو ہندوستان میں بحیثیت ایک ملت کے رہنا ہے اور اس ملک کی تقدیر بدلنی ہے۔ اور اس کے گیسو سنوارنے ہیں تو پھر ہمیں بنیادی طور پر اور سب سے پہلے اپنے دین و شریعت کی بقا کا سامان کرنا پڑے گا۔ یعنی اپنے دین و شریعت کی معقولیت اور اس کی برتری کا غیر مسلموں کو قائل کرانا۔ تاکہ وہ یا تو اسلام کی آغوش میں آجائیں یا پھر کم از کم غیر متعصب بن کر اسلام اور مسلمانوں کو اپنا ہمدرد اور بہی خواہ تصور کریں۔ اس ملک میں ہمارے وجود کے لئے یہ ایک بنیادی اور اساسی عمل ہے جو ایک جڑ اور تنے کے مانند ہے۔ اور بقیہ تمام مسائل ڈالیوں اور شاخوں کی طرح ضمنی اہمیت کے حامل ہیں۔

ایک طویل اور منظم عمل ضروری

ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں برادران وطن کے ساتھ مخاصمت اور صف آرائی کا رویہ ترک کر کے حکمت و دانائی کے ساتھ ایک طویل اور منصوبہ بند طریقہ سے کام کرنا ہوگا۔ کیونکہ یہ تمام مقاصد فوری طور پر اور راتوں رات حاصل نہیں ہو سکتے۔ اہل اسلام کو اپنے سوچنے سمجھنے کے انداز اور اپنے فکری سانچوں کو بدلنا اور خالص علمی و عقلی رویہ اپنانا ہوگا۔ اور یہ ایک مشقت طلب و صبر آزما کام ہے۔ اگر مسلمانان ہند نے اس عظیم کام

[illegible] بھاری قیمت ہمیں ادا کرنی پڑے گی اور آنے والا وقت ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔ یہ ایک ایسا اہم اور تجدیدی عمل ہے۔ جس کی کامیابی پر انشاءاللہ اس ملک میں ملت اسلامیہ کی نشأۃ ثانیہ عمل میں آئے گی ہمیں سیاسی ہنگامہ آرائیوں کے بجائے اگلے پچیس پچاس سال تک یہ کام نہایت درجہ منظم طور پر اور پوری خاموشی کے ساتھ انجام دینا ہے۔ قوموں کی تقدیریں بدلنے کے لئے بجائے جذباتیت اور وقتی سیاست کے منصوبہ بند عمل کو اہمیت دینی چاہئے۔ تب کہیں کوئی ٹھوس اور پائیدار نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے۔ اس کام کے نتائج منصوبہ بند طریقے سے اگر نصف صدی میں بھی برآمد ہو جائیں تو یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ ہماری تمام توانائیاں اسی وجہ سے ضائع ہو رہی ہیں کیونکہ ہمارے پاس کام کرنے کا کوئی صحیح منصوبہ اور صحیح پلاننگ نہیں ہے۔ مسلمان چاہتے ہیں کہ بغیر کسی منصوبے کے تمام مقاصد راتوں رات حاصل ہو جائیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بات قانونِ فطرت اور تاریخی حقائق کے خلاف ہے۔ قوموں کے کردار اور ان کی نفسیات کو بدلنے کے لئے سخت محنت اور شدید جد وجہد کرنی پڑتی ہے۔ لہٰذا ہمیں کل کی کامیابی کے لئے آج بنیاد ڈالنی ہوگی۔

وقت کی اہم ضرورت

حاصل یہ کہ اسلامی قانون و شریعت عقلی خوبیوں اور حکمتوں سے بھرپور ہونے کی بنا پر ایک خدائی معجزہ نظر آتا ہے۔ مگر غیر مسلم تو درکنار آج خود مسلمان تک اسلامی قانون و شریعت اور ان کی خوبیوں سے ناواقف دکھائی دیتے ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ اہل علم کی ایک جماعت اس موضوع پر علمی و تحقیقی اعتبار سے غور و خوض اور ریسرچ کرکے جدید علوم کی روشنی میں اسلامی شریعت کی خوبیوں کو منظر عام پر لائے۔ یہ عصر جدید کی ایک اہم ترین ضرورت ہے۔ جو تجدیدی نوعیت کی ہے۔ اور اس راہ میں سخت محنت و جانفشانی کی ضرورت ہے کیونکہ اس راہ میں دنیا بھر کے مختلف قوانین اور مختلف تہذیبوں کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ جدید علوم و فنون اور جدید معلومات سے بھی مدد لینے کی ضرورت ہے

حاصل ہو سکتے ہیں۔

مسلمانوں کی کوتاہی

اگر مسلمانوں نے اس ملک میں گزشتہ ایک ہزار سال میں نہ سہی کم از کم پچھلے سو دو سو سالوں ہی کے دوران یہ کام کیا ہوتا تو اب تک اس کے مثبت نتائج برآمد ہو چکے ہوتے اور مسلمانوں کی کس مپرسی اور بے چارگی کا وہ عالم نہ ہوتا جس سے آج وہ دوچار ہیں۔ اگر ہم کو ہندوستان میں بحیثیت ایک ملت کے رہنا ہے اور اس ملک کی تقدیر بدلنی ہے۔ اور اس کے گیسو سنوارنے ہیں تو پھر ہمیں بنیادی طور پر اور سب سے پہلے اپنے دین و شریعت کی بقا کا سامان کرنا پڑے گا۔ یعنی اپنے دین و شریعت کی معقولیت اور اس کی برتری کا غیر مسلموں کو قائل کرانا۔ تاکہ وہ یا تو اسلام کی آغوش میں آجائیں یا پھر کم از کم غیر متعصب بن کر اسلام اور مسلمانوں کو اپنا ہمدرد اور بہی خواہ تصور کریں۔ اس ملک میں ہمارے وجود کے لئے یہ ایک بنیادی اور اساسی عمل ہے جو ایک جڑ اور تنے کے مانند ہے۔ اور بقیہ تمام مسائل ڈالیوں اور شاخوں کی طرح ضمنی اہمیت کے حامل ہیں۔

ایک طویل اور منظم عمل ضروری

ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں برادران وطن کے ساتھ مخاصمت اور محاذ آرائی کا رویہ ترک کر کے حکمت و دانائی کے ساتھ ایک طویل اور منصوبہ بند طریقے سے کام کرنا ہوگا۔ کیونکہ یہ تمام مقاصد فوری طور پر اور راتوں رات حاصل نہیں ہو سکتے۔ اہل اسلام کو اپنے سوچنے سمجھنے کے انداز اور اپنے فکری سانچوں کو بدلنا اور خالص علمی و عقلی رویہ اپنانا ہوگا۔ اور یہ ایک مشقت طلب و صبر آزما کام ہے۔ اگر مسلمانان ہند نے اس اہم کام

[illegible]

وقت [illegible] کرے۔ یہ ایک ایسا اہم اور تجدیدی کام ہے۔ جس کی کامیابی پر انشاءاللہ اس ملک میں ملت اسلامیہ کی نشأۃ ثانیہ عمل میں آئے گی ہمیں سیاسی ہنگامہ آرائیوں کے بجائے اگلے پچیس پچاس سال تک یہ کام نہایت درجہ منظم طور پر اور پوری خاموشی کے ساتھ انجام دینا ہے۔ قوموں کی تقدیریں بدلنے کے لئے بجائے جذباتیت اور وقتی سیاست کے منصوبہ بند عمل کو اہمیت دینی چاہئے۔ تب کہیں کوئی ٹھوس اور پائیدار نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے۔ اس کام کے نتائج منصوبہ بند طریقے سے اگر نصف صدی میں بھی برآمد ہو جائیں تو یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ ہماری تمام توانائیاں اسی وجہ سے ضائع ہو رہی ہیں کیونکہ ہمارے پاس کام کرنے کا کوئی صحیح منصوبہ اور صحیح پلاننگ نہیں ہے۔ مسلمان [illegible] ہیں کہ بغیر کسی منصوبے کے تمام مقاصد راتوں رات حاصل ہو جائیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بات [illegible] تاریخی حقائق کے خلاف ہے۔ قوموں کے کردار اور ان کی نفسیات کو [illegible] محنت اور شدید جد و جہد کرنی پڑتی ہے۔ لہٰذا ہمیں کل کی کامیابی کے [illegible] بنیاد ڈالنی ہوگی۔

وقت کی اہم ضرورت

حاصل یہ کہ اسلامی قانون و شریعت عقلی خوبیوں اور حکمتوں سے بھرپور ہونے کی بنا پر ایک خدائی معجزہ نظر آتا ہے۔ مگر غیر مسلم تو درکنار آج خود مسلمان تک اسلامی قانون و شریعت اور ان کی خوبیوں سے ناواقف دکھائی دیتے ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ اہل علم کی ایک جماعت اس موضوع پر علمی و تحقیقی اعتبار سے غور و خوض اور ریسرچ کر کے جدید علوم کی روشنی میں اسلامی شریعت کی خوبیوں کو منظر عام پر لائے۔ یہ عصر جدید کی ایک اہم ترین ضرورت ہے جو تجدیدی نوعیت کی ہے۔ اور اس راہ میں سخت محنت و جانفشانی کی ضرورت ہے کیونکہ اس راہ میں دنیا بھر کے مختلف قوانین اور مختلف تہذیبوں کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ جدید علوم و فنون اور جدید معلومات سے بھی مدد لینے کی ضرورت ہے

مگر وہ کسی وجہ سے اس کا اظہار نہ کرسکیں تو کم از کم وہ اس سے تعصب یا دشمنی کا اظہار بھی نہ کرسکیں۔

غرض اس طرح خدائی احکام میں عقلی اعتبار سے غور و خوض کے بدولت دوہرے فائدے حاصل ہوسکتے ہیں۔

مسلمانوں کی کوتاہی

اگر مسلمانوں نے اس ملک میں گزشتہ ایک ہزار سال میں نہ سہی کم از کم پچھلے سو دو سو سالوں ہی کے دوران یہ کام کیا ہوتا تو اب تک اس کے مثبت نتائج برآمد ہو چکے ہوتے اور مسلمانوں کی کس مپرسی اور بے چارگی کا وہ عالم نہ ہوتا جس سے آج وہ دوچار ہیں۔ اگر ہم کو ہندوستان میں بحیثیت ایک ملت کے رہنا ہے اور اس ملک کی تقدیر بدلنی ہے۔ اور اس کے گیسو سنوارنے ہیں تو پھر ہمیں بنیادی طور پر اور سب سے پہلے اپنے دین و شریعت کی بقا کا سامان کرنا پڑے گا۔ یعنی اپنے دین و شریعت کی معقولیت اور اس کی برتری کا غیر مسلموں کو قائل کرانا۔ تاکہ وہ یا تو اسلام کی آغوش میں آجائیں یا پھر کم از کم غیر متعصب بن کر اسلام اور مسلمانوں کو اپنا ہمدرد اور بہی خواہ تصور کریں۔

اس ملک میں ہمارے وجود کے لئے یہ ایک بنیادی اور اساسی عمل ہے جو ایک جڑ اور تنے کے مانند ہے۔ اور بقیہ تمام مسائل ڈالیوں اور شاخوں کی طرح ضمنی اہمیت کے حامل ہیں۔

ایک طویل اور منظم عمل ضروری

ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں برادران وطن کے ساتھ مخاصمت اور صف آرائی کا رویہ ترک کرکے حکمت و دانائی کے ساتھ ایک طویل اور منصوبہ بند طریقہ سے کام کرنا ہوگا۔ کیونکہ یہ تمام مقاصد فوری طور پر اور راتوں رات حاصل نہیں ہوسکتے۔ اہل اسلام کو اپنے سوچنے سمجھنے کے انداز اور اپنے فکری سانچوں کو بدلنا اور خالص علمی و عقلی رویہ اپنانا ہوگا۔ اور یہ ایک مشقت طلب و صبر آزما کام ہے۔ اگر مسلمانان ہند نے اس عظیم کام